

حسرت موہانی (غزل نمبر 1)

مشکل الفاظ و تراکیب کی تفہیم

الفاظ	مفہوم
صہبا	شراب
ہم نشیں	دوست
ساغر	پیالہ، جام
ترک الفت	محبت کو ختم کرنا
حقیقت گھل گئی	اصلیت سامنے آ گئی
حب وطن	وطن سے محبت
یاس و ہراس	ناامیدی اور ڈر
رسم جفا	ظلم کی رسم
حزم	احتیاط، دوراندیشی
حجاب	شرم، جھجک
ضبط	برداشت
تابہ کجا	کب تک
ہجر	ظلم، ستم، سختی
بغض	کینہ، حسد، دشمنی

شعر نمبر 1:

بھلاتا لاکھ ہوں لیکن برابر یاد آتے ہیں

الہی ترک الفت پر، وہ کیوں کر یاد آتے ہیں

تشریح: سید فضل الحسن المعروف حسرت موہانی اردو کے مشہور غزل گو شاعر اور تحریک آزادی کے راہ نمائے۔ غم دوراں غم جاناں اور عصری حالات پر مبنی حسرت کے اشعار معاملات محبت کے ترجمان بھی ہیں اور زندگی کی تلخیوں کے عکاس بھی۔

زیر تشریح شعر میں حسرت کہتے ہیں کہ ”میں محبوب کو لاکھ بھلاتا ہوں مگر وہ بہت یاد آتا ہے۔ اے اللہ! ترک محبت کے باوجود وہ مجھے

کیوں یاد آتا ہے؟“

اگر محبت کے رشتے میں محبت کرنے والے کو بہت سی تکلیفیں اور دکھ اٹھانے کے باوجود محبوب سے بے وفائی اور جدائی کا سامنا کرنا پڑے تو بالآخر وہ عشق و محبت اور دوستی ختم کرنے کا ارادہ کر لیتا ہے۔ حسرت کا موقف بھی یہی ہے کہ ہم نے مجبور ہو کر محبوب کو بھولنے اور محبت ترک کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ چوں کہ محبوب کو وفاداری کا پاس نہیں ہے اس لیے ہم بھی محبت کا لحاظ نہیں رکھیں گے اور ہم بھی آئندہ اُس سے ملاقات یا تعلق نہیں رکھیں گے۔ مومن خان مومن کا کہنا ہے:

جب پاس وفا اُسے ہمارا نہ رہا
ہم کو بھی خیال دوستی کا نہ رہا

انسان محبوب سے ترک تعلق کا ارادہ تو کر لیتا ہے لیکن اس کے لیے محبوب سے رشتہ توڑنا آسان نہیں ہوتا۔ حسرت کا موقف یہ ہے کہ ہم نے محبت کے دکھوں، محبوب کے رویے اور اس کی بے وفائی و بے حسی دیکھنے کے بعد ترک محبت کا فیصلہ کر لیا لیکن ہم اپنے اس فیصلے پر قائم نہیں رہ سکے بلکہ ہم اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہو گئے۔ تعلقات کی نوعیت بعض اوقات بڑی عجیب و غریب ہوتی ہے۔ خاص طور پر ایسے تعلقات جن کی بنیاد محبت پر استوار ہو، جو خلوص اور وفاداری کی بنیاد پر قائم ہوں وہ وقتی طور پر ٹوٹ بھی جائیں تو بھی ایک شخص دوسرے کی کمی بہر حال محسوس کرتا ہے۔ ایسے میں انسان ترک محبت کا ارادہ تو کرتا ہے لیکن وہ اپنے محبوب کو بھول نہیں پاتا بلکہ وہ اسے پہلے سے بڑھ کر یاد آنے لگتا ہے۔ حسرت موہانی کا کہنا ہے:

جہاں تک انھیں ہم بھلاتے رہے ہیں
وہ کچھ اور بھی یاد آتے رہے ہیں

حسرت موہانی اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہوتے ہوئے اپنی اس ذہنی کشمکش اور بے چینی کا اظہار کر رہے ہیں کہ اے خدا ہم تو محبوب کو بھلانے کی بہت کوشش کرتے ہیں لیکن ہم اُسے لاکھ کوششوں کے باوجود بھلا نہیں پاتے۔ بلکہ صورت حال یہ ہے کہ ہم محبوب کو جتنا بھلانے کی کوشش کرتے ہیں وہ اتنا ہی شدت سے یاد آتا ہے۔ الطاف حسین حالیؒ کا کہنا ہے:

ہوتی نہیں قبول دعا ترک عشق کی
دل چاہتا نہ ہو تو زباں میں اثر کہاں

ہم محبوب کو بھلانا چاہتے ہیں، اُس سے محبت کا رشتہ ختم کرنا چاہتے ہیں لیکن ہم دل کے ہاتھوں مجبور ہو گئے ہیں۔ ہمارا دل محبوب سے تعلق توڑنے پر راضی نہیں ہے کیوں کہ دل کی دنیا کا اپنا الگ ہی دستور ہوتا ہے۔ دل کے فیصلے عقل کے تابع نہیں ہوتے۔ لہذا ہم لاکھ کوششوں کے باوجود بھی محبوب کو بھلا نہیں پائے۔ ناسخ کا کہنا ہے:

وہ نہیں بھولتا جہاں جاؤں
ہائے میں کیا کروں؟ کہاں جاؤں؟

تسلیم کا کہنا ہے:

روز کہتا ہوں بھول جاؤں تجھے
روز یہ بات بھول جاتا ہوں

شعر نمبر 2:

نہ چھیڑ اے ہم نشیں! کیفیتِ صہبا کے افسانے

شراب بے خودی کے مجھ کو ساغر یاد آتے ہیں

تشریح: سید فضل الحسن المعروف حسرت موہانی اردو کے مشہور غزل گو شاعر اور تحریک آزادی کے راہ نمائے۔ غم دوراں غم جاناں اور عصری حالات پر مبنی حسرت کے اشعار معاملاتِ محبت کے ترجمان بھی ہیں اور زندگی کی تلخیوں کے عکاس بھی۔

زیر تشریح شعر میں حسرت کہتے ہیں کہ ”اے ہم نشیں! ہمارے سامنے شراب کے سرور کی کیفیت بیان نہ کرو کہ ہمیں بے خود کرنے والی شراب کے پیمانے یاد آتے ہیں۔“

ہوش و حواس انسان کو زندگی کے غموں، دکھوں اور مسائل کا احساس دلاتے ہیں۔ اسی لیے بعض اوقات انسان ہوش و حواس کی قید سے آزاد ہو کر مستی و مدہوشی اور بے خودی کی کیفیت حاصل کرنا چاہتا ہے اور اس کے لیے کبھی تو وہ شراب کے ساغروں کا سہارا لیتا ہے اور کبھی محبوب کی مست نگاہوں کا۔

میر کا کہنا ہے ۔ میر ان نیم باز آنکھوں میں

ساری مستی شراب کی سی ہے

اگرچہ شراب پینا ایک قبیح عمل ہے لیکن ایک شرابی چوں کہ اس کا عادی ہوتا ہے اس لیے شراب کی لذت اور اس سے حاصل ہونے والی بے خودی اس کے لیے بہت اہمیت رکھتی ہے۔ حسرت موہانی کے سامنے اُن کا کوئی دوست شراب سے حاصل ہونے والی مستی و مدہوشی کی کیفیت کا تذکرہ کرتا ہے تو وہ اُسے کہتے ہیں کہ ہمارے سامنے شراب سے ہونے والی مستی و مدہوشی کے تذکرے مت کر کیوں کہ اس سے ہمیں بے خودی اور مدہوشی کی وہ کیفیت یاد آتی ہے جو محبوب کی نگاہیں ہم پر طاری کر دیتی تھیں۔ غالب نے اپنے ایک شعر میں شراب کا مقصد محض بے خودی حاصل کرنا قرار دیا ہے۔ اُن کا کہنا ہے:

مے سے غرض نشاط ہے کس رو سیاہ کو

اک گونہ بے خودی مجھے دن رات چاہیے

حسرت موہانی کا موقف یہ ہے کہ ہمارے سامنے شراب کی کیفیت کی داستانیں مت چھیڑو کہ ہمیں ایک اور نشہ جو اپنے آپ سے بیگانہ کرنے والا ہے، یاد آتا ہے۔ دراصل عاشقِ عشقِ محبوب سے اور شرابی شراب سے بے خودی حاصل کرتا ہے۔ حسرت موہانی ایک ایسے عاشق کی تصویر کشی کر رہے ہیں جس کے سامنے اس کے کسی دوست نے شراب ’صہبا‘ سے حاصل ہونے والی لذت و سرور کا ذکر چھیڑ دیا ہے اور اسے محبوب سے اپنی ملاقاتیں، محبوب کی شریقی رنگ کی آنکھیں اور ہم نگاہی کے لمحات سے حاصل ہونے والی بے خودی اور سرور یاد آ جاتا ہے۔ حسرت موہانی کا کہنا ہے:

یاد آتے ہیں سارے وہ عیشِ با فراغت کے مزے

دل ابھی بھولا نہیں آغازِ اُلفت کے مزے

جس طرح شرابی کو شراب پینے کے بعد بے خودی اور مدہوشی کی وہ کیفیت حاصل ہوتی ہے جو اسے غموں اور دکھوں سے آزاد کر دیتی ہے اسی طرح ایک عاشق بھی محبوب کی نگاہوں میں ڈوب کر بے خودی کے عالم میں چلا جاتا ہے جہاں اُسے دنیا کے سارے غم اور تکلیفیں بھول جاتی ہیں۔ ایک عاشق کے لیے محبوب کی جھیل جیسی آنکھیں شراب کے پیمانوں بلکہ کئی مے خانوں سے بڑھ کر ہوتی ہیں۔ وہ محبوب کی مست، نشیلی اور نیم باز

آنکھوں سے وہ بے خودی حاصل کر لیتا ہے جس کے آگے ”کیفیتِ صہبا“ اور ”شرابِ بے خودی کے جام“ کی لذت اور سرور کم تر اور کم کیف محسوس ہوتا ہے۔ مولانا ظفر علی خان کا کہنا ہے:

دیکھا کیے وہ مست نگاہوں سے بار بار
جب تک شراب آئی کئی دور ہو گئے

شعر نمبر 3:

نہیں آتی تو یاد اُن کی، مہینوں تک نہیں آتی
مگر جب یاد آتے ہیں تو اکثر یاد آتے ہیں

تشریح: سید فضل الحسن المعروف حسرت موہانی اردو کے مشہور غزل گو شاعر اور تحریک آزادی کے راہ نمائے تھے۔ غمِ دوراں غمِ جاناں اور عصری حالات پر مبنی حسرت کے اشعار معاملاتِ محبت کے ترجمان بھی ہیں اور زندگی کی تلخیوں کے عکاس بھی۔

زیر تشریح شعر میں حسرت کہتے ہیں کہ ”کبھی تو اُن کی یاد مہینوں تک نہیں آتی اور کبھی وہ اکثر یاد آتے رہتے ہیں۔“

اُردو شاعری میں دو طرح کے عشاق کا تذکرہ ملتا ہے۔ ایک عاشق تو وہ ہوتا ہے جو عشق و محبت میں جنوں اور دیوانگی کی کیفیت کا شکار ہو کر صحراؤں کا رخ کرتا ہے اور اپنا گریباں چاک چاک کرتا ہے۔ جبکہ اس کے برعکس ایک عاشق وہ ہوتا ہے جو عشق و محبت میں جنوں کی کیفیت کو نہیں پہنچتا بلکہ اس کے ہوش و حواس برقرار رہتے ہیں۔ وہ غمِ دوراں میں الجھ کر غمِ جاناں بھول جاتا ہے۔ وہ زندگی کی مشکلات اور مصیبتوں میں اس قدر الجھ جاتا ہے کہ کبھی کبھی محبوب کی یاد اُس کے ذہن سے مٹ جاتی ہے۔ بعض اوقات ایسے ہوتا ہے کہ طویل عرصہ گزر جاتا ہے اور محبوب کی یاد نہیں آتی۔ یہ مضمون فیض کی شاعری میں کثرت سے ملتا ہے۔ اُن کا کہنا ہے:

دنیا نے تیری یاد سے بیگانہ کر دیا
تجھ سے بھی دُلفریب ہیں غمِ روزگار کے

فیض کا کہنا ہے:

اور بھی دُکھ ہیں زمانے میں محبت کے سوا
راحتیں اور بھی ہیں، وصل کی راحت کے سوا

یہ حقیقت ہے کہ جس شے کی اہمیت ہو یا جس شے سے انسان کو محبت ہو تو انسان اُسے یاد رکھتا ہے لیکن زمینی حقائق اتنے سنگین ہوتے ہیں کہ انسان خواہش رکھنے کے باوجود دنیا کے کام، دھندوں میں اس قدر مصروف و مشغول ہو جاتا ہے کہ بہت سی یادیں اُس کے ذہن سے محو ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ حسرت پہلے مصرعے میں اسی صورتحال کی وضاحت کر رہے ہیں کہ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہم روزگار کے غم میں اس قدر دیوانے ہو جاتے ہیں کہ ہمیں محبوب کی یاد مہینوں تک نہیں آتی۔ سائر لدھیانوی کا کہنا ہے:

میں اور تم سے ترکِ محبت کی آرزو
دیوانہ کر دیا ہے غمِ روزگار نے

حسرت موہانی کا موقف یہ ہے کہ زمانے گزر جاتے ہیں کہ اس کی یاد ذہن میں نہیں ابھرتی۔ گویا زندگی کی مشکلات اور مصیبتیں بہت بڑھ گئی ہیں اور ان پریشانیوں میں جب کبھی محبوب کی یاد ذہن میں تازہ ہوتی ہے تو پھر اس کی یاد کو بھولنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ محبت ایسا

جذبہ ہے جس سے دستبرداری ممکن نہیں۔ بعض اوقات انسان کی اپنی کیفیات ماضی کے لمحات یاد دلاتی ہیں اور بعض اوقات گرد و پیش میں ہونے والی تبدیلیاں محبوب کی یاد کو تازہ کر دیتی ہیں۔ لیکن جب محبوب یاد آنے لگتا ہے تو انسان دنیا کی ساری سوچیں بھول کر محبوب کی ذات میں کھو جاتا ہے اور جب ایک دفعہ اس کی یاد آجائے تو جانے کا نام نہیں لیتی اور بھلائے نہیں بھولتی۔ جگر مراد آبادی کا کہنا ہے:

آئی جو اُن کی یاد تو آتی چلی گئی
ہر نقشِ ماسوا کو مٹاتی چلی گئی

اکبر الہ آبادی کا کہنا ہے:

جب تمہارا خیال آتا ہے
ساری دنیا کو بھول جاتے ہیں

شعر نمبر 4:

حقیقت کھل گئی حسرت ترے ترکِ محبت کی
تجھے تو اب وہ پہلے سے بھی بڑھ کر یاد آتے ہیں

مفہوم:

حسرت! آپ ترکِ محبت کا جو دعویٰ کرتے ہیں وہ درست نہیں ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ محبوب آپ کو پہلے کی نسبت زیادہ یاد آتا ہے۔



free ilm.

☆☆☆☆☆